9. ڈائری : کمر کسو، بڑھے چلو

2فروری 1984

کوہ پیمائی کیمپ

نہرو انسٹی ٹیوٹ آف ماؤنٹینرنگ، اتر کاشی

ہم کوہ پیمائی کیمپ میں شامل تھے اور بے حد پُر جوش تھے۔ ہم میں سے بیس کیندر یہ ودیالیہ کی ٹیچر تھیں۔ ہمارے علاوہ دیگر عورتیں بینک اور دوسرے اداروں سے آئی تھیں۔ آج کیمپ کا دوسرا دن تھا۔ صبح جب میں نے بستر سے اٹھ کر اپنا پاؤں زمین پر رکھا تو میں درد سے کراہ اٹھی۔ مجھے کل کا دن یاد تھا، 26 کلومیٹر پیدل چلنا وہ بھی کمر پر بھاری تھیلا لے کر۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں اوپر چڑھتے ہوئے پتھریلے، سنکرے راستہ پر میں پھسل نہ جاؤں۔

آنکھوں میں آنسو لیے میں آہستہ آہستہ اپنے ایڈوینچر کورس کے ڈائرکٹر بریگیڈیر گیان سنگھ کے کمرے میں جا پہونچی۔ میں سوچ رہی تھی کہ میں کیا کہوں گی تا کہ میں آج ٹریکنگ پر جانے سے بچ جاؤں۔ اچانک پیچھے سے مجھ کو ان کی گہری آواز سنائی دی۔

''میڈم، ناشتہ کے وقت آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ جلدی کرو! نہیں تو تمھیں خالی پیٹ ہی ٹریکنگ پر روانہ ہونا پڑے گا۔''

''سر، سر....................'' میں اس کے علاوہ کچھ اور نہ کہہ سکی۔

تم یہاں مجھ سے یہ کہنے آئی تھیں کہ تمہارے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں اور تم چل نہیں سکتیں۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

''ہاں سر۔''

''یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔''

میں اپنا سر ہلاتے ہوئے تیار ہونے کے لیے واپس دوڑ گئی۔ جب میں نے ان کی آواز

دوبارہ سنی تو فوراً مڑی۔ ''سنو میڈم! تم گروپ نمبر 7 کی قیادت کروگی۔ تمھیں ان سب ساتھیوں کی مدد کرنی ہے جنھیں پہاڑ پر چڑھنے میں پریشانی پیش آئے گی۔ تمھیں پہلے ہی ان ذمہ داریوں کے بارے میں بتایا جاچکا ہے جو ایک گروپ لیڈر کو ادا کرنی ہوتی ہیں۔''

بتایئے

- کیا آپ نے کبھی پہاڑوں کو دیکھا ہے؟ کیا آپ کبھی کسی پہاڑ پر چڑھے ہیں؟ کب اور کہاں؟
- ایک وقت میں آپ کتنی دور گئے ہیں؟ آپ کتنی دوری تک چل سکتے ہیں؟

اندازہ لگایئے

- پہاڑوں پر چڑھنے کے راستے کیسے ہوتے ہیں؟ ایک تصویر بنایئے۔

ایک بڑی ذمہ داری

گروپ لیڈر کو جو باتیں بتائی گئی تھیں:

– سامان اٹھانے میں دوسروں کی مدد کرنا۔

– پورے گروپ کے آگے بڑھ جانے کے بعد ہی خود بڑھنا۔

– جو چڑھ نہ پائے اسے ہاتھ پکڑ کر چڑھانا۔

– قیام اور آرام کے لیے جگہ تلاش کرنا۔

– بیمار ہونے پر اس کی دیکھ بھال کرنا۔

– گروپ کے لیے کھانے کا انتظام کرنا۔

سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اگر گروپ کے کسی فرد سے کوئی غلطی ہو جائے تو بخوشی سزا کے لیے تیار رہنا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہاں ایک مختلف طرح کا نظم و ضبط ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیمپ سزا ہے یا مزہ!

© NCERT not to be republished

گروپ نمبر 7

گروپ نمبر 7 میں آسام، منی پور، میزورم، میگھالیہ اور ناگالینڈ کی لڑکیاں شامل تھیں۔ کیندریہ ودیالیہ سے میں اکیلی ٹیچر تھی۔ میں اپنے گروپ کے نئے ساتھیوں سے مل کر بے حد خوش تھی۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ ٹھیک طرح سے ہندی نہیں بول سکتے تھے۔ مجھے آج بھی افسوس ہے کہ 21 دن ساتھ رہنے کے باوجود میں میزورم کی خوندون بی سے ایک مرتبہ بھی بات نہ کر سکی۔ کیوں کہ اسے صرف میزو زبان آتی تھی، مگر دل سے ہم سب ایک دوسرے کے قریب تھے۔

بتائیے

- گروپ لیڈر کی ذمہ داریوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟
- اگر آپ کو ایسے کیمپ کا لیڈر بنا دیا جائے تو آپ کیسا محسوس کریں گے؟
- آپ کی کلاس کے مانیٹر کی کیا کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں؟
- کیا آپ کلاس مانیٹر بننا پسند کریں گے؟ کیوں؟

جب ندی پار کی.....

5 فروری 1984

روزانہ کی طرح ہمیں ناشتہ میں وٹامن سی، آئرن کی گولیاں اور گرم چاکلیٹ والا دودھ دیا گیا۔ یہ طاقت کے لیے اور سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے دیا گیا تھا۔ ہر صبح ہمارا ڈاکٹری معائنہ ہوتا تھا۔ ہم پٹیاں باندھتے اور درد کا مرہم ملتے ہوئے باقی بچے دنوں کو شمار کرتے۔

آٹھ کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ہم ایک ندی کے پاس پہونچے۔ ندی کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک مضبوط موٹا رسا بندھا تھا۔ اسے دونوں کناروں پر بڑے بڑے کھونٹوں سے مضبوطی سے باندھا گیا تھا۔ میں پریشان تھی۔ میں سوچ رہی تھی کہ اگر رسی کھل گئی تو کیا ہوگا؟ میں دل ہی دل میں ندی کی چوڑائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔

© NCERT not to be republished

ہمارے کوچ نے اپنی کمر پر ایک رسی باندھی۔ اس میں ایک سلنگ (ایک طرح کا ہک) ڈالا۔ اس سلنگ کو ندی کے اوپر بندھی رسی میں ڈال کر وہ برفیلے پانی سے گزرتے ہوئے ندی کے دوسری طرف چلے گئے۔ کوئی بھی تیزی سے بہہ رہی ندی میں ایک قدم رکھنے کو راضی نہ تھا۔ ہر کوئی دوسرے کو آگے کرنے کے لیے دھکا دے رہا تھا۔ میں قطار میں سب سے پیچھے کھڑی ہوئی تھی تاکہ کوئی مجھے دیکھ نہ سکے۔ تبھی کوچ میرے قریب آئے۔ ان کے ہاتھ میں ہک لگی ایک رسی تھی۔ میں سمجھ گئی کہ اب بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ میں تیار تھی لیکن خود میں حوصلہ نہیں جٹا پا رہی تھی۔ سر نے یہ ڈر محسوس کیا اور زور سے پکارا ''تین تالیاں سنگیتا میڈم کے لیے'' اور اس کے ساتھ ہی کسی نے مجھے آہستہ سے پانی میں ڈھکیل دیا۔

میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے پاؤں برف سے جم رہے ہوں، میں نے کانپنا شروع کر دیا اور میرے دانت بجنے لگے۔ میں رسی کو زور سے پکڑے اپنے پیر جماتے ہوئے چل رہی تھی۔ جیسے جیسے میں آگے بڑھی، ندی اور گہری ہوتی گئی اور پانی میری گردن تک پہنچ گیا۔ ندی کے درمیان میں میرا توازن بگڑ گیا اور میں پھسلنے لگی۔ بے حد ڈر اور ٹھنڈک کی وجہ سے رسی میرے ہاتھوں سے چھوٹ گئی اور میں نے مدد کے لیے چیخنا شروع کر دیا۔

کلیانی رگھوناتھن

مجھے یقین تھا کہ ندی مجھے بہا لے جائے گی۔ لیکن نہیں، میں تو رسی سے بندھی تھی۔ میں نے یہ آواز سنی ''رسی پکڑو! رسی پکڑو!'' میں پکار سن سکتی تھی۔ میں نے کسی طرح رسی کو پکڑا اور خود کو آگے ڈھکیلا اور ہمت پیدا کی۔ اس طرح میں ندی کے کنارے تک آ گئی۔ میں نے ایک خاص طرح کی خوشی محسوس کی۔ کیوں کہ میں پانی سے باہر آ گئی تھی۔ اس خطرناک مرحلے کو پار کرنے کے بعد یقیناً میں بے حد خوش تھی۔ اب میں کنارے پر کھڑی ہو کر دوسروں سے کہہ رہی تھی کہ رسی زور سے پکڑو! میں جانتی تھی کہ یہ ہمت مجھ میں اس لیے پیدا ہوئی ہے کہ میں نے ایک چیلنج کا کامیابی کے ساتھ سامنا کیا تھا۔

معلوم کیجیے اور لکھیے

- پہاڑوں پر چڑھنے کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے؟
- کیا آپ نے کبھی رسی اور ہک کا استعمال کسی اور کام کے لیے ہوتے دیکھا ہے؟ کہاں؟
- پہاڑی ندی کو پار کرنے کے لیے ہم کن دوسری چیزوں کا استعمال کر سکتے ہیں؟
- پہاڑوں پر ہمیں اور زیادہ طاقت کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟
- کیا آپ نے کبھی کسی سے ہمت والے کام کے بارے میں سنا ہے؟ کیا؟
- کیا آپ نے کبھی کوئی ہمت والا کام کیا ہے؟ اگر ہاں، تو اپنی کلاس میں سنایئے اور اسے اپنے الفاظ میں لکھیے۔

چٹانوں پر چڑھنا

10 فروری 1984

ٹیکلا گاؤں تک پہنچنے کے لیے 15 کلومیٹر اوپر چڑھنا تھا۔ یہ گاؤں 1600 میٹر کی اونچائی پر تھا۔ ہماری کمر پر بندھے تھیلے میں وہ سب کچھ تھا جو ہمیں چاہیے تھا۔ کھانے کے پیکٹ، پانی کی بوتل، رسی، ہک، پلاسٹک شیٹ، ڈائری، ٹارچ، تولیہ، صابن، ونڈ شیٹر (Windcheater) سیٹی، گلوکوز، گڑ، چنا اور کچھ کھانے کا سامان۔ ہمیں سیڑھی نما کھیتوں میں اُگے ہوئے پھل و سبزیاں نظر آ رہی تھیں۔ کرنل رام سنگھ 90 میٹر اونچی چٹان پر کھونٹے گاڑ کر رسی کے ساتھ کھڑے تھے۔

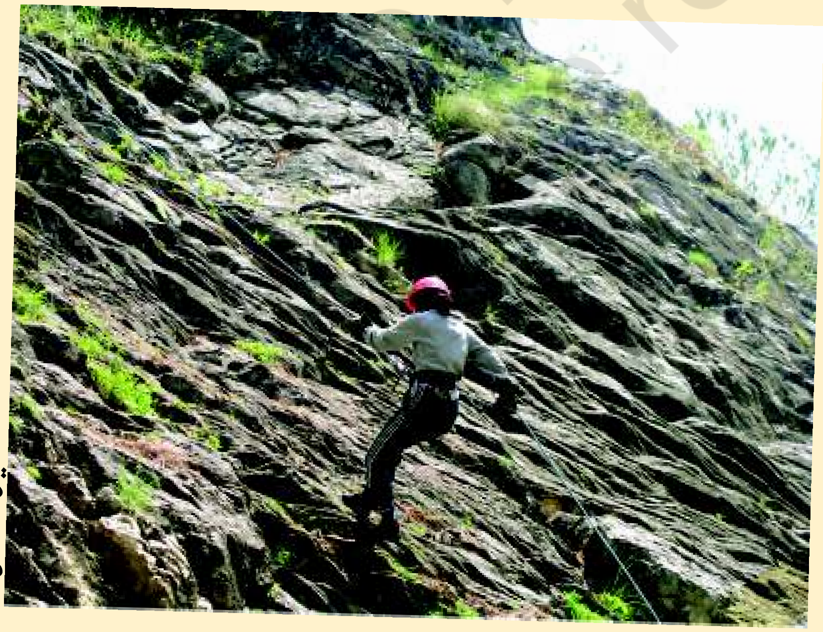

کلیانی رگھوناتھن

ہم سے کہا گیا تھا کہ پہلے چٹان کا غور سے معائنہ کر لیں اور ان نشانوں کو پہچان لیں جہاں ہم اپنے ہاتھ اور پاؤں جما سکتے ہیں۔ آج میں قطار میں سب سے پیچھے نہیں تھی بلکہ میں سب سے آگے کھڑی ہوئی تھی۔ ہمارے کوچ نے اپنی کمر کے چاروں طرف ایک رسی باندھی،

© NCERT not to be republished

سلنگ ڈالا اور نیچے لٹکتا موٹا رسّہ پکڑ کر چٹان پر چڑھنا شروع کر دیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ دوڑ رہے ہوں۔ میں نے بھی سلنگ ڈال کر چٹان پر پیر رکھا لیکن جیسے ہی میں نے پہلا قدم رکھا میں پھسل گئی اور رسّے سے جھولنے لگی۔

''چڑھتے ہوئے اپنے جسم کو 90 ڈگری کے زاویہ پر رکھو''۔ میں نے سنا ''اپنی کمر سیدھی رکھو، جھکو نہیں۔''

یہ بات دماغ میں رکھتے ہوئے کہ چٹان بھی ایک میدان کی طرح ہے، میں اس پر سیدھی چڑھنے لگی۔ ابھی واپس اترنا باقی تھا اور جب ہم نیچے کی طرف آئے تو ہم نے ایک خاص طریقہ سے رسی کا استعمال کیا جس کو کوہ پیمائی کی زبان میں ''ریلنگ'' (Rapling) کہتے ہیں۔ میں بے خوف ہو کر چٹان سے نیچے اترنے کے لیے کھڑی تھی۔

بتایئے

- کیا آپ کبھی کسی درخت پر چڑھے ہیں؟ آپ کو کیسا لگا؟ آپ کو کب خوف محسوس ہوا؟ کیا آپ کبھی گرے بھی تھے؟
- کیا آپ نے کسی کو چھوٹی دیوار پر چڑھتے دیکھا ہے؟ دیوار پر چڑھنے اور چٹان پر چڑھنے میں آپ کو کیا فرق نظر آتا ہے؟

ایک مزاحیہ واقعہ

14 فروری 1984

ایک شام خوندون بی کو بھوک لگی۔ ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ تار کی باڑھ کو پار کر کے کھیت میں چلی گئی۔ اس نے جلدی سے دو کھیرے توڑے اور واپس آ گئی۔ تبھی ایک پہاڑی عورت نے آ کر اس کا تھیلا پکڑ لیا اور اپنی زبان میں خوندون بی کو کچھ کہنا شروع کر دیا۔ ہم نہیں سمجھ سکے کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔ خوندون بی اس کو اپنی میزو زبان میں سمجھانے کی کوشش کرنے لگی جو ہم نہیں سمجھ سکے۔ میں نے ہندی میں سمجھانے کی کوشش کی جو دونوں میں سے کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ آخر میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔

اس دوران ہمارا گروپ بہت آگے جا چکا تھا۔ اندھیرا ہو چکا تھا اور ہم راستہ بھول گئے تھے۔ اب ہم واقعی بہت ڈر گئے۔

© NCERT not to be republished

ٹارچ ہوتے ہوئے بھی ہم کچھ نہیں دیکھ پا رہے تھے۔ مجھے سردی میں بھی پسینہ آ گیا۔ میں نے خوندون بی کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا اور چلائی، ''تم سب کہاں ہو؟ کیا تم میری آواز سن رہی ہو''۔ میری آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ ہم دونوں نے زور زور سے سیٹیاں بجانی شروع کر دیں اور اپنی اپنی ٹارچ روشن کر لی۔ شاید گروپ کو احساس ہو گیا کہ ہم کھو گئے ہیں۔ مجھے دور سے سیٹیوں کی آوازیں سنائی دیں میں اشارے کو سمجھ گئی ہم نے ایک دوسرے کے ہاتھ سختی سے پکڑ لیے اور انتظار کرنے لگے۔ خوندون بی کو لگا کہ ہمیں آواز کرتے رہنا چاہیے اس نے زور زور سے میزو گیت گانا شروع کر دیا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ سامنے سے آ رہے ہیں اور آخرکار ہم پھر گروپ سے مل گئے۔ تب ہماری جان میں جان آئی۔

بتایئے

- کیا آپ کی کلاس میں کوئی ایسا ہے جس کی زبان آپ نہ سمجھ سکیں اور وہ آپ کی زبان نہ سمجھ سکے؟ ایسے حالات میں آپ کیا کریں گے؟
- کیا آپ کبھی راستہ بھولے ہیں؟ تب آپ نے کیا کیا؟
- آپ کے خیال میں خوندون بی نے کیوں زور زور سے گانا شروع کر دیا؟
- کیا آپ نے کبھی کسی کو کچھ خاص کرتے دیکھا ہے تاکہ وہ اپنے ڈر پر قابو کر سکے؟ کیا اور کب؟

کوشش

- منھ سے بولے بغیر اپنے دوست سے کتاب مانگیے۔ اسی طرح سے اپنی کلاس میں کچھ بتانے کی کوشش کیجیے۔

ایک خاص مہمان

15 فروری 1984

شام کے کھانے کے بعد ہماری ملاقات ایک خاص مہمان باچھیندری پال سے ہوئی۔ ان کا انتخاب ماؤنٹ ایوریسٹ پر چڑھائی کے لیے ہوا تھا۔ وہ بریگیڈیئر گیان سنگھ کی دعائیں لینے آئی تھیں۔ یہ خوشیوں سے بھرپور شام تھی ہم سب گا بجا رہے

© NCERT not to be republished

تھے۔ باچھیندری پال بھی ایک مشہور پہاڑی گیت گاتے ہوئے ناچنے لگی —— 'بیڈو پاکو، باراماسا، کافل پاکو چیتا میری چھیلا'۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ باچھیندری پال ماؤنٹ ایوریسٹ پر قدم رکھنے والی پہلی خاتون بن جائے گی اور تاریخ لکھے گی۔

برف میں کیمپ

18 فروری 1984

ہم 2134 میٹر کی اونچائی پر کھڑے تھے اور یہاں ہمیں رات گزارنی تھی۔ ہر کوئی خیمہ لگانے میں مشغول تھا۔ خیمے لگانے اور زمین پر بچھانے کے لیے ہمارے پاس پلاسٹک کی دوہری تہہ والی چادر تھی۔ جس میں ہوا رکی رہتی ہے اور سردی نہیں لگتی ہے۔

ہم نے خیمہ لگانے کے لیے کھونٹی اور کھمبے گاڑے۔ جب ہم اس کو ایک طرف سے باندھتے تب ہی ہوا اس کو دوسری طرف سے اڑا دیتی آخر کار ہم کافی کھینچ تان کے بعد خیمے گاڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے خیمے کے چاروں طرف نالی کھودی۔

ہم سب کو بہت بھوک لگ گئی تھی۔ ہم نے کچھ جلانے والی لکڑیاں اور پتھر جمع کیے اور چولہا بنا کر کھانا پکایا۔ کھانے کے بعد ہم نے کوڑا کرکٹ جمع کیا اور جگہ کو صاف کیا اور جلد ہی ہم اپنے سونے والے بیگ میں گھس گئے۔ مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میں ان سلیپنگ بیگ میں نیند پوری کر سکوں گی اور کیا یہ آرام بخش ہوگا؟ مجھے سردی محسوس نہیں ہوئی؟ کیوں کہ بیگ کی تہہ میں ملائم پر بھرے ہوئے تھے جس سے گرمی رہتی تھی۔ ہم سب بہت تھک گئے تھے۔ اس لیے جلد نیند آ گئی۔

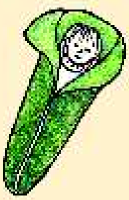

اساتذہ کے لیے نوٹ : بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اپنے دوستوں کی زبان سیکھیں اس سے ان میں دوسری زبانوں کے لیے عزت واحترام کا جذبہ پیدا ہوگا۔

صبح جاگے تو دیکھا کہ برف باری ہو رہی تھی۔ سفید ملائم برف کے ٹکڑے آہستہ آہستہ گر رہے تھے۔ واقعی بہت خوبصورت نظارہ تھا۔ پودے، درخت، گھاس اور پہاڑ سب سفید نظر آ رہے تھے۔ آج ہمیں 2700 میٹر کی بلندی پر مزید چڑھنا تھا۔ ہم برف پر اپنی چھڑی کے سہارے محتاط ہو کر چل رہے تھے۔ یہ بہت مشکل تھا کیوں کہ ہم پھسل رہے تھے۔ دوپہر تک ہم برف سے ڈھکے پہاڑوں پر جا پہنچے۔ ہم نے ایک دوسرے پر برف کے گولے اچھال کر مزا لیا اور برف کا ایک بڑا آدمی بھی بنایا۔

کیمپ کا آخری دن

21 فروری 1984

ہم کیمپ میں کیمپ فائر کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ ہر ایک گروپ کو ایک پروگرام پیش کرنا تھا۔ کھانے کے بعد آگ کے گرد ناچنے، گانے، لطیفے سنانے اور ہنسی مذاق میں کب آدھی رات گذر گئی ہمیں احساس ہی نہ ہوا۔ بریگیڈیئر گیان سنگھ کھڑے ہوئے اور مجھ کو آواز دی۔ میں نے سوچا آج آخری دن بھی مجھ سے کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی؟ لیکن جب سر نے سب سے عمدہ کارکردگی کے لیے میرے نام کا اعلان کیا تو میں حیران کھڑی رہ گئی۔ انھوں نے مجھے مبارک باد دی اور خوشی کے آنسو میرے گالوں پر آ گئے۔

بحث کیجیے

- پہاڑ پر خیمے کے چاروں طرف نالیاں کیوں کھودی گئی تھیں؟
- کوہ پیمائی کے علاوہ اور کون کون سی سرگرمیاں جانبازی کے کام کہلاتی ہیں؟ کیوں؟

اساتذہ کے لیے نوٹ : ڈائری کے یہ صفحات سنگیتا اروڑا کے حقیقی تجربات پر مبنی ہیں جو کیندریہ ودیالیہ، شالیمار باغ، دہلی میں ٹیچر ہیں اور اس کتاب کی تیاری کی کمیٹی کی ایک رکن بھی ہیں۔

© NCERT not to be republished

تصور کیجیے اور لکھیے

- آپ ایک پہاڑ پر ہیں۔آپ وہاں کیسامحسوس کررہے ہیں؟ آپ کیا کیا دیکھ رہے ہیں؟ آپ وہاں کیا کرنا پسند کریں گے؟

اکیلے پہاڑ کی چوٹی پر

ایک 12 سال کی لڑکی جو پہاڑی علاقے میں رہتی ہے وہ اسکول سے پکنک پر گئی۔اس کو اپنی سہیلیوں کے ساتھ 4000 میٹر اونچی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا تھا۔لڑکی کھیل کھیل میں اوپر چڑھ گئی۔اندھیرا ہوگیا اور وہ سب چوٹی سے نیچے نہ آسکیں۔بہت سردی اور خوف کا عالم تھا۔وہ بنا کسی کھانے کے اکیلی تھی اور لمبی رات تھی۔یہ واقعہ باچھیندری پال کے ساتھ پیش آیا جب وہ ایک جوان لڑکی تھی۔

باچھیندری پال اتراکھنڈ کے گڑھوال علاقہ کے ناکوری گاؤں میں پیدا ہوئیں جب وہ کچھ بڑی ہوئیں تو انھوں نے نہرو انسٹی ٹیوٹ آف ماؤنٹینیرنگ، اترکاشی میں داخلہ لے لیا۔ان کے کوچ برگیڈیئر گیان سنگھ تھے۔اپنی تربیت کے ابتدائی دور سے ہی باچھیندری نے بہتر کر دکھایا۔ انھوں نے خواتین کی تربیت کا کام شروع کیا۔1984 میں باچھیندری پال کا انتخاب اس ٹیم کے لیے کیا گیا جس کو ماؤنٹ ایوریسٹ پر چڑھنا تھا۔

برف کا طوفان

18 افراد پر مبنی گروپ میں 7 عورتیں تھیں۔15 مئی کی رات میں 7300 میٹر اونچائی پر پہنچنے کے بعد ٹیم بہت تھک گئی تھی۔انھوں نے اپنے خیمے گاڑے اور سو گئے۔آدھی رات کے قریب ان کو ایک زوردار آواز اور دھاکہ سنائی دیا۔اس سے قبل کہ وہ پوری طرح جاگتے، خیمہ اڑ گیا اور کسی چیز نے ان کو زور سے ضرب پہنچائی۔ایک ڈراؤنا برف کا طوفان موجود تھا۔باچھیندری قریب قریب پوری طرح برف کے اندر دفن ہوگئی اس کے سر پر چوٹ لگی تھی۔ٹیم کے زیادہ تر افراد زخمی ہوگئے ٹیم کے افراد نے کدال سے کھود کر ان لوگوں کو باہر نکالا جو برف میں دفن ہوگئے تھے۔

ٹیم کے باقی ممبر مرکزی کیمپ میں واپس چلے گئے لیکن باچھیندری کے قدم آگے بڑھتے گئے اور وہ چوٹی کی طرف آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔

23 مئی دوپہر ایک بج کر 7 منٹ پر باچھیندری پال نے 8900 میٹر اونچی چوٹی ماؤنٹ ایوریسٹ پر اپنے قدم رکھے جس کو نیپال میں ''ساگر متھا'' بھی کہتے ہیں۔

اس کے ساتھ ٹیم کا ایک دوسرا ممبر بھی تھا۔ان کے پاس وہاں اتنی جگہ بھی نہیں تھی کہ وہ دونوں وہاں کھڑے ہوسکیں۔اگر ایک بھی پھسل جاتا تو وہ ہزاروں فٹ نیچے جا گرتا۔باچھیندری اور اس کے ساتھی نے اپنی کلہاڑی کو مضبوطی سے برف میں دھنسایا اور اس کو ہک بنا کر اس کے چاروں طرف اپنے کو ایک رسی سے باندھا اس کے بعد ہی وہ دونوں وہاں کھڑے ہوسکے۔وہ سردی سے ضرور کانپ رہی تھی لیکن کامیابی کے جوش سے گرم تھی۔اس نے اپنا سر اٹھا کر قومی جھنڈا لہرایا اور تصویریں لیں۔اس نے دنیا کی سب سے اونچی چوٹی پر 43 منٹ گزارے۔اس طرح باچھیندری پال ہندوستان کی پہلی اور دنیا کی پانچویں خاتون بن گئی جو ماؤنٹ ایوریسٹ چوٹی تک پہنچ سکیں۔

اساتذہ کے لیے نوٹ : اساتذہ تصاویر کا استعمال کریں اور اگر ممکن ہو سکے تو کوہ پیمائی میں استعمال ہونے والی چیزیں جیسے سلنگ، پٹنس، سونے کا بیگ، شکاری جوتے وغیرہ بچوں کو دکھائیں۔اس سے بچوں کے ساتھ بحث کرنے میں مدد ملے گی۔

© NCERT not to be republished

کلیانی رگھوناتھن

سوچیے

- باچھیندری پال نے چوٹی پر ہندوستان کا پرچم کیوں نصب کیا؟
- قومی پرچم کن موقعوں پر لہراتے ہیں؟
- کیا آپ نے کبھی کسی دوسرے ملک کا پرچم دیکھا ہے؟ کہاں؟
- 6-8 بچوں کا گروپ بنا کر اپنے اپنے گروپ کے لیے پرچم کا ڈیزائن بنائیے۔ وضاحت کیجیے کہ آپ نے یہ ڈیزائن کیوں منتخب کی؟
- اپنے قومی پرچم کے بارے میں معلومات جمع کیجیے۔

ہم نے کیا سیکھا

- کنھیں دو مثالوں کے ذریعے واضح کیجیے کہ لوگ مہمّات سر کرنے کیوں جاتے ہیں؟ پہاڑ پر چڑھنا جانبازی کا کام کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر آپ کو پہاڑ پر چڑھنا پڑے تو آپ کیا کیا تیاریاں کریں گے؟ آپ اپنے ساتھ کون سی چیزیں لے جائیں گے؟ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

© NCERT not to be republished